Reg: PCPB/458-S
NPR-295

صوت النجف

از مرکزی دفتر مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

ماہنامہ علمی سماجی ماہِ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ شمارہ 79

5 میلادِ امیر المؤمنینؑ پر
مرجع عالی قدر دام ظلہ کا پیغام

7 کورونا وائرس
کی عالمی وباء پر مرجع عالی قدر دام ظلہ
کی مؤمنین کو نصیحتیں

9 حقیقی شیعہ بزبان
امیر المومنین علی علیہ السلام

12 فضائلِ محبِّ علیؑ
بزبان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

15 قرآن میں انسانی حقوق
قسط پنجم

18 بیماریاں اور آفات و بلیات
میں اسلام کا موقف

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ
سے پوچھے گئے سوالات
اور ان کے جوابات

بانی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمی المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔

اللہ کے حقوق

قسط 8

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: فَأَمَّا حَقُّ اللَّهِ الْأَكْبَرُ فَإِنَّكَ تَعْبُدُهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ بِإِخْلَاصٍ جَعَلَ لَكَ عَلَى نَفْسِهِ أَنْ يَكْفِيَكَ أَمْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ يَحْفَظَ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْهُمَا

یعنی خدا کا بڑا اور اہم حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو بھی خدا کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اگر تم نے یہ حق پورے خلوص سے ، بغیر کسی ملاوٹ کے یعنی کوئی غرض سوائے خدا کی خوشنودی کے نہ ہو تو خداوندِ عالم تمہارے لئے اور تمہاری بخشش کے لئے اپنی ذات پر لازم قرار دے گا کہ تمہیں دنیا و آخرت کی ہر مشکل سے دور رکھے اور تمہاری دنیا اور آخرت کی تمام مشکلات کو آسان کرے اور تمہارے لئے دنیا و آخرت میں جو تم چاہتے ہو اس کی تمہارے لئے حفاظت کرے۔

ہم سب پر واضح ہونا چاہئے کہ خدا کی عبادت کا پہلا قدم اس کی طرف ہر حالت میں متوجہ رہنا ہے اور ہرگز اس سے غفلت میں نہ پڑنا ہے۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھنا، اس کی طرف ہر لحظہ متوجہ رہنا عبادت ہے اور اس کا الٹ یعنی غفلت معصیت اور گناہ ہے۔

انسان ہر حالت میں حتیٰ سونے سے پہلے بھی خدا کی طرف متوجہ رہے تاکہ سونے کی حالت میں اس کا ہر سانس عبادت شمار کیا جائے اور جو خدا کو ایک لحظہ بھی بھولے گا یا اس سے غفلت ہوگی تو اس نے وہ لحظہ معصیت میں گزارا ہے **پس اللہ کو ہمیشہ یاد رکھنا واجب ہے** جیسا کہ قرآن کی آیات سے یہ بات ظاہر ہے :-

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْراً كَثيراً (الاحزاب ۴۱)

ترجمہ :اے ایمان والو! اللہ کو بہت کثرت سے یاد کیا کرو۔

وَ اذْكُرْ رَبَّكَ في‏ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَ خيفَةً وَ دُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْآصالِ وَ لا تَكُنْ مِنَ الْغافِلينَ (اعراف ۲۰۵)

(اے رسول) اپنے ربّ کو تضرع اور خوف کے ساتھ جو تیرے دل میں ، تیری روح اور نفس میں ہو اور گڑ گڑاٹ ،آہ و زاری ، منت سماجت اور ڈر، ہراس سے ہر صبح و شام یاد کیا کریں اور غافل لوگوں میں سے نہ ہوں۔

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا لا تُلْهِكُمْ أَمْوالُكُمْ وَ لا أَوْلادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذلِكَ فَأُولئِكَ هُمُ الْخاسِرُونَ (منافقون ۹)

اے ایمان والو تمہارے مال اور بچے تم کو خدا سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا تو وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

وَ لا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللهَ فَأَنْساهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولٰئِكَ هُمُ الْفاسِقُونَ (حشر ۱۹)

ترجمہ :اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود سے فراموشی میں مبتلا کر دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔

اور معلوم ہے کہ فاسقوں کا رہبر شیطان ہے کیونکہ وہ سب سے پہلا فاسق تھا اور جو فاسق ہے وہ اس کی اطاعت میں ہے تو مذکورہ آیت میں خدا کے بھولنے کو گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر کئی مصیبتوں میں مبتلاء ہونے کا ذکر بھی ہے ۔

اس کے علاوہ ، اس کی ناراضگی اور اس کے عذاب سے ڈرنے کے سبب کی گئی اطاعت صحیح عبادت نہیں ہے۔ یہ گویا ایسے ہی ہے کہ کوئی انسان کسی کی قید میں ہو اور جو رسیوں میں جکڑ کر کھینچ رہا ہو وہ اس کے پیچھے چل رہا ہو، یہ مجبوری کی اطاعت ہے ۔ صحیح اطاعت اللہ کی محبت اور اس کی رضامندی اور اس کے کئے پہ راضی رہنے کے شوق میں اس کو ہمیشہ یاد رکھنا اور اس کی عبادت میں مصروف ہونا ہے ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جیلوں میں قیدی جیل کے سردار کی اطاعت کرتے ہیں یہ اطاعت عذاب اور شدت سے بچنے کے لئے ہے لیکن بچے کی محبت میں اس کی خواہشات کو جو پورا کرتے ہیں تو یہ اطاعت محبت کی اطاعت ہے ، ہمارا فریضہ ہے کہ خدا کی اطاعت اور اس کی ہمیشہ یاد کہ جو اس کی اطاعت کا پہلا قدم ہے ، اس کی بندگی کا پہلا رکن ہے اور اس کا سب سے پہلا حق ہے۔

خدا فرماتا ہے :

أَنْ لا تَعْبُدُوا إِلاَّ اللهَ إِنِّي أَخافُ عَلَيْكُمْ عَذابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ (ھود ۲۶)

ترجمہ:اور یہ کہ خبردار تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا کہ میں تمہارے بارے میں دردناک دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں۔

اور فرماتا ہے :

يا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذي خَلَقَكُمْ وَ الَّذينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ ۲۱)

ترجمہ:اے لوگو!اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے والے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم اپنے آپ کا (خطرات سے) بچاؤ کرو۔

ہماری اطاعت اس حیوان کی اطاعت کی طرح نہیں ہونی چاہئے کہ جس کو اس کا مالک رسی میں پکڑ کر یا اس کو کھانے کی طرف چارے وغیرہ کے شوق میں اس کو اپنے پیچھے لاتا ہے یہ حقیقتاً اطاعت نہیں ہے ، یہ فی الواقع اپنے نفس اور نفس کی خواہشات کی اطاعت ہے ، ہم قرآن کا سورہ فاتحہ ہمیشہ ہر نماز میں پڑھتے ہیں اور اس میں (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) پڑھتے ہیں یعنی ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں ۔

(نوٹ: ہماری آئمہ اور معصومین علیہم السلام کی اطاعت کرنا حقیقت میں خدا کی اطاعت کرنا ہے کیونکہ یہ اس کے حکم سے ہے اور ہمارے اوپر ان کی اطاعت واجب ہوگی اسی خدا نے فرمایا ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہ جو رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور آئمہؑ کی شفاعت سے مدد طلب کرنا خدا سے مدد مانگنا ہے ۔)

یہی وہ عبادت ہے کہ جس کو خداوندِ عالم نے ہماری خلقت کی غرض و غایت بنایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ۵۶)

ترجمہ:اور میں نے جن و انس کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔

جاری ہے -------

حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہما السلام کی ولادت باسعادت کے پرمسرت موقع پر

مرجع مسلمین وجہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین النجفی دام ظلہ الوارف کا مؤمنین کے نام پیغام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

الحمد لله على هدايته لدينه وله الشكر على ما دعا إليه من سبيله مستسلمين لما أنعم وأبلى، وملتزمين بانتظار نعمته ومزيد عطفه في الآخرة والأولى، والصلاة والسلام على من تحمل العناء ووفق لإرساء قواعد دينه وعلى آله مصابيح الدجى واللعنة على شانئيهم إلى يوم الدين

قال لله سبحانه و تعالیٰ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

ظاہر ہے کہ کسی چیز کا اجر اس کی اہمیت، اس کی نوعیت ، اس کی مقدار اور اس کی طریقہ ادائیگی اس چیز کے لحاظ سے ہوتی ہے جس کا وہ اجر ہے ۔ رسالت پیغمبرؐ، تبلیغ اسلام اور قوانین دین الٰہی کی دنیا کی کوئی چیز اس کا عوض نہیں ہو سکتی ہے ۔ خدا کی ساری مخلوق دین کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ دین اسلام کی اہمیت اور رسالت کی اہمیت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز دین کی خاطر قربان کی گئی ہے اور کرنی چاہئے۔ انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کی شہادت ، ان کا مختلف اور ناقابل برداشت مصیبتوں کو اٹھانے کی لئے تیار رہنا دین کی عظمت کی عکاسی کرتا ہے ۔

رسول اسلامؐ سے لے کر امام زمانہ عج تک بلکہ سرزمین پر پہلے شہید حضرت ہابیل سے لے کر آج تک جو مؤمن بھی شہید ہوا ، جو مصیبت بھی کسی معصومؑ نے برداشت کی وہ سب دین کی خاطر برداشت کی یہ چیز دین کی عظمت ، وقار اور بلند منزلت کی نشاندہی کرتی ہے ۔ اس سے واضح ہوا کہ رسالت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دین کا دوسرا نام ہے اس کا اجر دنیا میں کسی چیز سے نہیں دیا جا سکتا ۔ پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مؤدت اہل بیت علیہم السلام کو اجر رسالت کیسے سمجھا جا سکتا ہے ؟

مؤدت و محبت اہل بیت علیہم السلام کی پابندی کے مفاد سے واضح ہو گا کہ محبت اہل بیت علیہم السلام اسی دین اسلام کے ایک روشن پہلو میں سے ایک ہے ۔ آیت مبارکہ سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ محبت اہل بیت علیہم السلام اجر رسالت ہے ۔(اگرچہ یہ بعض خطباء کی زبانوں سے مشہور ہے) بلکہ آیت کا معنی یہ ہے کہ میں تم سے محبت اہل بیتؑ جو دین کا ایک روشن پہلو ہے اس

کی پابندی کا مطالبہ کرتا ہوں اور اجر رسالت کا مطالبہ نہیں کرتا ہوں کیونکہ تم اس سے عاجز ہو۔اسی لئے روایات سے واضح ہے کہ جو شخص کتنے بھی اعمال خیر بجا لائے ، کتنی بھی زحمتیں کرے، تقویٰ و پرہیز گاری میں اپنی زندگی کو تمام کر دے اگر وہ محبت اہل بیت علیہم السلام اور ان کی ولایت کا پابند نہیں ہے تو اس کے اعمال صحیح نہیں ہوں گے کیونکہ اس نے حقیقتاً اسلام کو نہیں اپنایا ہے۔ حقیقی اسلام صرف اہل بیت علیہم السلام ہی کی ولایت کی پابندی میں ہے اس لئے معتبر روایات میں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے نماز ، زکوۃ ، روزہ ، حج اور ولایت (یعنی ولایت محمد و آل محمد)۔اور جتنی تاکید ولایت کے بارے میں ہوئی ہے اتنی تاکید کسی اور رکن اسلام کے لئے نہیں ہوئی ہے اس لئے روایات میں ہے کہ حقیقی اسلام دو الگ الگ چیز نہیں ہے بلکہ ولایت اہل بیت علیہم السلام کی آغوش میں ہے بلکہ ولایت اہل بیت علیہم السلام اسلام ہی کا نام ہے ۔

خداوند عالم نے ماہ رجب کو ان ولایت کے چاندوں میں سے چار چاند عطا فرمائے ہیں۔

میرے مومن بھائیو بیٹو اور بیٹیوں میں نجف اشرف کی وادی اور مولائے کائنات علی بن ابی طالبؑ کے جوار مقدس سے تمام مسلمانوں کو عموما اور شیعان اہلبیتؑ کو بالخصوص صدف کعبہ کے دامن میں پیدا ہونے والے گوہر نایاب رسولؐ کے بازواور شیخ بطحاء حضرت ابوطالبؑ کے آنکھوں کی روشنی جناب فاطمہ بنت اسدؑ کے دل کے ٹکڑے کی ولادت با سعادت کے پر مسرت موقع پر تحفہ تہنیت و تبریک پیش کرتا ہوں ۔

اس امر سے اس مہینے کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے اور اس مہینے کو خاص اہمیت حاصل ہے وہ یہ کہ وہ چار مہینے جس کو خداوندعالم نے اشھر حرام سے تعبیر کیا ہے اس میں سے یہ پہلا مہینہ ہے ۔ اس لئے اس مہینے میں عبادت کا ثواب دوسرے مہینوں سے زیادہ ہے ۔ اس مہینے میں روزہ رکھنا ، دعائیں پڑھنا ، مخصوص اعمال بجا لانا جس کا ذکر کتابوں میں ہوا ہے ۔ اور اس مہینے کے فضائل میں سے ایک مہم فضیلت یہ بھی ہے کہ اس مہینے کی ستائیس تاریخ کو خداوندعالم نے اپنے حبیبؐ کو حکم دیا کہ اعلان نبوت کر دو ۔ اور بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مہینے میں آپؐ کو معراج ہوئی تھی ۔ لہٰذا اس مہینے کی عظمت کو پہچاننا اور اس کے مقدس ایام اور پاک راتوں میں خدا کو یاد کرنا ، اعمال خیر بجا لانا ، فقیر مؤمنین کی مدد کرنا خاص اہمیت رکھتا ہے ۔

اس پر مسرت موقع پر اپنی پوری غیور قوم کو مندرجہ باتوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں ۔

۱ مؤمنین کا فریضہ ہے کہ پوری دنیا میں دینی اجتماعات کوبرپا کرتے وقت دہشت گردوں کی روک تھام کے لئے پوری طرح بیدار اور ہوشیار رہیں ۔

۲ ان مقدس ایام میں بیواؤں ،یتیموں اور ناداروں کو نہ بھولیں ۔ جب بھی اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز خریدیں تو اپنے پڑوس کے غریب بچوں ، اقرباء کے نادار مؤمنین کو سامنے رکھیں اور کسی یتیم کے سامنے اپنے بچوں کو پیار نہ کرو تا کہ اس کے دل کو مرحوم باپ کی یاد سے ٹھیس نہ پہنچے۔

۳ ہماری یہ غیور قوم خود کو زیور علم سے مزید آراستہ کرے اور علماء کے علم سے اور خطباء کی وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھائیں ۔

۴ خطباء اور واعظین حضرات کا فریضہ ہے کہ شیعیان حیدر کرارؑ کو ان امور اور ان مستحبات کی طرف مبذول کرائیں جن کا تذکرہ اس ماہ مبارک کی فضیلت میں احادیث و روایات میں ملتا ہے ۔

۵ ہم سب کا فریضہ ہے کہ اپنی اس قوم کو غیر ضروری اختلافات کا شکار نہ ہونے دیں ۔ اختلافی مسائل کو ذاتیات کے لئے استعمال کرنا بہت بڑا جرم ہے ۔ اور اس آتش اختلافات سے قوم کو محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عوام پر واضح کیا جائے کہ اپنے دینی مسائل کو مرجع تقلید کے فتوؤں کی رو سے سمجھیں ۔ اور کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ کسی پر طعنہ زنی کرے اور ایک دوسرے کو برے القاب سے معیوب کرے اور ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے حکم خدا وندی ہے کہ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ۔

میں مؤمنین کے لئے نجف اشرف میں دعا خیر کرتا ہوں اور سب سے دعا خیر کا متمنی ہوں اور خدا سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے حوزہ علمیہ نجف اشرف کی مزید خدمت اور بلندی کے لئے مزید توفیق اور مجھے موقع دے کہ شیعیان عالم کو بالعموم اور برصغیر کے شیعوں کو بالخصوص اس مقام تک لے جاؤں جس کی وہ مستحق ہے ۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
بشیر حسین النجفی
۱۲/ رجب المرجب / ۱۴۴۱ھ

مرکزی دفتر مرجع مسلمین و جہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کی عالمی صحت کی تنظیم W, H, O (ڈبلیو،ایچ، او) کی طرف سے کورونا کو عالمی وباء کے طور پر تشخیص کئے جانے کے بعد مؤمنین کو نصیحتیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم

الحمد لله الذي لا نعبد إلا إياه مخلصين له الدين ونستلهمه التوبة ونرجو رضاه ونستعطف عفوه، والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين شفيعاً مشفّعاً وآله الهداة لا سيما وليّ الله الأعظم الذي بيمنه رُزق الورى وبوجوده ثبتت الأرض والسماء (عجل الله تعالى فرجه الشريف)، واللعنة على شانئيهم أجمعين إلى يوم الدين..

قال الله سبحانه

(وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُواْ وَاتَّقَواْ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَلَـكِن كَذَّبُواْ فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُونَ)

صَدَقَ اللّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ.

ترجمہ آیت: اگر زمین پر بسنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان کے لئے زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے (دین کو) جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے کئے ہوئے اعمال کے سبب گرفت میں لے لیا۔

ہمیں اس بات سے بخوبی واقفیت ہونی چاہئے کہ پروردگار عالم نے زمین و آسمان اور اس میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کے سب عالم بشریت کے فائدے کے لئے خلق کیا ہے اور خدا کو ان چیزوں کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں ہے وہ ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے اسی طرح پروردگار عالم نے جو انبیاءؑ اور رسولوں کو بھیجا ہے اور آسمانی کتابوں کو نازل فرمایا ہے وہ بھی بندوں پر اسکا لطف و اسکی مہربانی ہے ارشاد خداوندی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤمِنِینَ إِذْ بَعَثَ فِیھِمْ رَسُولاً

یقینا خدا نے صاحبانِ ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے انکی جنس کے (بشر) کوایک رسولؐ بناکر بھیجا ہے۔

لیکن بندے اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے خود کو خدا کی رحمت اور نعمت سے دور کرلیتے ہیں ۔

ضروری ہے کہ ہمیں اس سے بھی بخوبی واقفیت ہونی چاہئے

کہ خدا کی عظمت کے سامنے بغاوت کے ساتھ اگر برائیاں اور نافرمانیاں مسلسل ہوتی رہتی ہیں تو جہاں ہم رحمت کے مستحق ہوتے ہیں وہاں عذاب کے مستحق بن جاتے ہیں ۔ اور یہ بھی کسی کے وہم و گمان میں نہ رہے کہ اور لوگوں کی مناسبت اسکے گناہ تو کم ہیں ،برائیاں چاہے جتنی بھی چھوٹی سے چھوٹی کیوں نہ ہو وہ خدائے عز و جل کی مخالفت میں اور اسکی بزرگی اور عظمت کے سامنے بڑاگناہ ہے لیکن برائی کرنے والے کی نادان سوچ اور وہم و گمان کے مطابق وہ چھوٹاگناہ ،بار بار کرنے اور دوسروں کے گناہوں کی وجہ سے گناہوں کا انبار لگ جاتا ہے اور پھر وہ سب کے ساتھ عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اتنے سارے گناہوں اور معصیتوں کے باوجود اگر عذاب میں تاخیر ہوتی ہے تو وہ لطف خدا اور رحمت الٰہی کی وجہ سے ہے ۔

آج جو پوری دنیا میں کورونا جیسی مہلک وباء پھیلی ہوئی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ عالم بشریت کی جانب سے خدا کے لئے خضوع و خشوع کے بجائے گناہوں اور سرکشی کا نتیجہ ہو اور اس وباء کے ذریعہ ہمیں رحمت و عطف الٰہی کے دامن سے پھر سے جا لگنے کی رغبت دلائی جا رہی ہو اور اسکی طرف کھینچا جا رہا ہو ۔

ماضی میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بعض امتوں سے اپنے عذاب کو اٹھایا ہے جسطرح حضرت یونسؑ کی قوم سے جب انہوں نے عملی ایمان کی پابندی کا ثبوت دیا تو خدا نے ان سے اپنے عذاب کو اٹھا لیا اسی طرح جب باغیوں پر خدا پہاڑ کو گرانے والا تھا تو انکی جانب سے اپنی سرکشیوں کو چھوڑنے کے بعد اور خدا کی اطاعت کے دامن سے جا لگنے کے بعد خدا نے اس پہاڑ کو دور کردیا تھا اور ان پر عذاب نہیں آیا تھا اسی لئے قطعاً یہ جائز نہیں ہے کہ ہم خود سے خدا کی رحمت کو دور سمجھیں ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے عطف و کرم کے نتیجے میں اس وباء کو ہم سے اٹھالے اور عالم بشریت اس مہلک وباء سے نجات پا جائے ۔

موجودہ صورتحال کے پیش نظر مندرجہ ذیل باتوں کی پابندی لازمی ہے

۱: ہمیں توبہ کا سہارا لیتے ہوئے خدا کے دامن رحمت کی جانب بہر صورت پلٹنا چاہئے اور اسکے ساتھ ساتھ ہمیں امام زمانہ عج کے عطف ،انکی دعاؤں ،ان سے توسل اور انکی شفاعت سے مدد حاصل کرنا چاہئے اور یہ تقوی الٰہی، روزانہ کم از کم ایک مرتبہ اپنے نفس کے محاسبے اور بعض لوگوں کی جانب سے بعض لوگوں پر کئے جارہے ظلم و ستم (چاہے وہ کتنا چھوٹا ظلم ہی کیوں نہ ہو)سے رفع ید کے بغیر ممکن نہیں ہے ۔

۲ ڈاکٹروں اور حکیموں کی نصیحتوں اور انکے ارشاد کی پابندی بہر صورت لازمی ہے ، اسکے ساتھ ساتھ ہم آپس میں تعاون کریں تاکہ ان طبّی نصیحتوں اور ارشادات کو با آسانی ہم سب اپنے اوپر نافذ کر سکیں ، کسی بھی صورت ان طبّی ارشادات و نصیحتوں میں کوتاہی شرعا جائز نہیں ہے اسلئے کہ یہ پوری بشریت کی عموما اور خاص کر مؤمنین کی جان کی حفاظت سے وابستہ ہے ۔

۳ دعاؤں کو خصوصی اہتمام دیں اسلئے کہ دعا رحمت الٰہی کا واسطہ اور ذریعہ ہے اور خاص کر حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہا السلام سے وارد ہونے والی اس دعا کے فقرے کومعرفت الٰہی اور پختہ یقین و اعتقاد کے ساتھ دہراتے رہیں:

(أَدِمْ مُلْكَكَ عَلَى مُلْكِكَ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ)

،اس لئے کہ بعض معتبر روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ زندگی کی نفسیاتی راحت اور رحمت صحیح عقائد پر یقین اور معرفت الٰہی کی مرہون منت ہے ، اور یہ بھی لازمی ہے کہ ہمیں اس بات پر پختہ اعتقاد اور یقینی علم ایسا ہو کہ جہاں شک و شبہ کی رتی برابر بھی گنجائش نہ ہو کہ خدا ہی ہر چیز کا خالق ہے اور پوری دنیا و آخرت کے امور صرف اور صرف اس کے دست قدرت میں ہیں ۔

اللهم بك لذنا وعليك توكلنا وإليك أنبنا وإليك المصير؛
فارحمنا وتب علينا إنّك أنت التواب الرحيم

(پروردگار ہم تیری پناہ کے محتاج ہیں ہمیں اپنی پناہ میں لے لے اور ہمیں صرف اور صرف تم ہی پر بھروسہ اور توکل ہے ، گناہوں کو چھوڑ کر تیری بارگاہ میں پلٹ آئے ہیں ، ہماری دنیا و آخرت تیرے ہی ہاتھ میں ہے ، ہم پر رحمت فرما اور ہماری طرف اپنی نظر رحمت پھیر دے بیشک تو ہی عطف و رحمت اور رحم کرنے والا ہے ۔

والسلام

حقیقی شیعہ بزبان امیر المومنین علی علیہ السلام

مولانا شہباز حسین مہرانی نجفی

امام علی علیہ السلام کا حقیقی شیعہ وہ ہے جو ایمان اور عقیدہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہو اور انہی اوامر و نواہی کی تشریح میں جو احکامات چہاردہ معصومین علیہم السلام نے بتائے ہیں ان کے سامنے تسلیم خم ہو اورامام علی علیہ السلام کی سیرت کو اپنانے کی کوشش کرے جس طرح امام کے اصحاب نے سیرت امامؑ کو اپنایا ۔

اور اس کے بعد اپنی سیرت اور کردار کے ذریعے معاشرے میں رہنے والے افراد میں اسی اخلاق محمدی اور علوی کو روشناس کرائے تاکہ لوگ اس کے اخلاق کو دیکھ کر خود بخود اسی اخلاق حسنہ کو اپنانے کی کوشش کریں۔

ہم اس مقالے حقیقی شیعہ بزبان امیر المومنین علی علیہ السلام کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے ۔

امام علی علیہ السلام کی سیرت بعینہٖ سیرتِ محمدی کی دوسری تصویر تھی ۔ کیونکہ آپ کی تربیت خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی ، اور آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں مختلف مواقع پر آپؑ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور آپ ﷺ کی رحلت کے بعد ایک گروہ آپ علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کا حقیقی جانشین مانتا تھا اور یہ لوگ خود زمانہ رسالتماب ﷺ میں شیعان علی علیہ السلام سے مشہور تھے اور آپؑ کے ہر فعل اور قول پر عمل کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بارہ جانشیون کا عقیدہ رکھتے تھے ۔

اور شیعان علی علیہ السلام کی خاص نشانی یہ ہے کہ وہ شریعتِ محمدی کے پابند ہوتے ہیں اور اگر کوئی زمانہ علوی میں شیعہ علیؑ ہونے کا زبانی دعویٰ کرتا تھا تو مولا علی علیہ السلام انہیں شیعوں کی علامات اور نشانیاں بیان فرماتے تھے ۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک جماعت دنیاوی کاموں میں سے ایک کام کے سلسلے میں امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس آئی اورانہوں نے دین کے بارے میں سوالات کیئے یہاں تک کہ انہوں نے کہا اے امیر المومنین ہم آپ کے شیعہ ہیں ؟

پس ان کا یہ کہنا تھا کہ آپ علیہ السلام نے ان کے (چہروں پر) لمبی نظر کی اور اس کے بعدارشاد فرمایا کہ :

مَا أَعْرِفُكُمْ وَ مَا أَرَى عَلَيْكُمْ أَثَراً مِمَّا تَقُولُونَ

میں نہیں جانتا (کہ تمہارے اندر شیعوں کی علامات پائی جاتی ہیں) اور جو کچھ تم کہ رہے ہو (کہ ہم آپ کے شیعہ ہیں) اس کی کوئی نشانی اور علامت تم میں نہیں دیکھ رہا ۔

اور اس کے بعد آپ علیہ السلام حقیقی شیعوں کی نشانیان بیان فرماتے ہیں کہ :

إِنَّمَا شِيعَتُنَا مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ عَمِلَ بِطَاعَتِهِ وَ اجْتَنَبَ مَعَاصِيَهُ وَ أَطَاعَنَا فِيمَا أَمَرْنَا وَ دَعَوْنَا إِلَيْهِ شِيعَتُنَا رُعَاةُ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ وَ النُّجُومِ يَعْنِي التَّحَفُّظَ مِنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ شِيعَتُنَا ذُبَّلٌ شِفَاهُهُمْ خُمُصٌ

بُطُونُهُمْ تُعْرَفُ الرَّهْبَانِيَّةُ فِي وُجُوهِهِمْ ۔

(مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل ، جلد ۱ ، صفحہ ۱۲۸)

ہمارے شیعہ فقط وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (محمد ﷺ) پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی معصیت اور گناہوں سے پرہیز اور اجتناب کرتے ہیں اور جس چیز کا ہم حکم دیتے ہیں اور جس چیز کی طرف بلاتے ہیں اس میں ہمارے اطاعت کرتے ہیں، ہمارے شیعہ سورج ، چاند اور ستاروں کی رعایت کرتے ہیں یعنی نماز کے اوقات کی حفاظت کرتے ہیں ۔ ہمارے شیعوں کے ہونٹ و لب (ذکر الٰھی کی کثرت کی وجہ سے) خشک ہوتے ہیں اور ان کے شکم (روزوں کی وجہ سے) لاغر ہوتے ہیں ۔

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام علی علیہ السلام کے حقیقی شیعہ وہ ہیں جو صرف زبانی دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم مولا علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں بلکہ دعویٰ کے ساتھ ان میں وہ نشانیں بھی پائی جاتی ہیں جو ایک حقیقی شیعہ مومن میں ضروری ہیں جو روایت سے ظاہر ہیں یعنی شیعہ عقیدہ اور عمل کا پکا مسلمان ہوتا ہے اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کی محبت کی دعویٰ کے ساتھ ان کے فرامین پر عمل کرتا ہے ۔

اور چند نشانیوں اور علامات کو مولا علی علیہ السلام نے خود بیان فرمایا ۔ نماز کا پابند ہوتا ہے اور ذکر الٰھی میں مشغول رہتا ہے ۔

اور اسی طرح ایک اور مقام پر امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے شیعوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ :

شِيعَتُنَا الْمُتَبَاذِلُونَ فِي وَلاَيَتِنَا الْمُتَحَابُّونَ فِي مَوَدَّتِنَا الْمُتَزَاوِرُونَ فِي إِحْيَاءِ أَمْرِنَا الَّذِينَ إِنْ غَضِبُوا لَمْ يَظْلِمُوا وَ إِنْ رَضُوا لَمْ يُسْرِفُوا بَرَكَةٌ عَلَى مَنْ جَاوَرُوا سِلْمٌ لِمَنْ خَالَطُوا .

(اصول الکافی ج 2 ص 236)

ہمارے شیعہ ہماری راہ میں ایک دوسرے کے ساتھ بخشش اور سخاوت سے پیش آتے ہیں اور ہماری محبت میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور ہمارے امر کو زندہ رکھنے کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں ، یہ (شیعہ)وہ لوگ ہیں اگر غضبناک ہوجائیں تو ظلم نہیں کرتے اور اگر خوش ہوجائیں تو حد سے آگے نہیں بڑھتے اور اپنی پڑوسیوں کے باعث خیر و برکت ہوتے ہیں اور جوان سے میل و ملاقات رکھتا ہے اس سے امن و سلامتی سے پیش آتے ہیں ۔

شیعوں کی صفات پر امام علی علیہ السلام اور باقی آئمہ علیہم السلام السلام سے روایات نقل ہونے کی وجہ سے بزرگ علماء میں سے بعض علماء نے خاص اسی موضوع پر کتب لکھی ہیں ان میں سے مشہور ہونے والے کتاب صفات الشیعۃ جس کا مصنف ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی المعروف بالشیخ الصدوق) یہ شیعوں کے بہت بڑے عالم فقیہ و محدث تھے ۔

ان صفات کو اپنانے والے شیعہ کو اس دنیا میں اور آخرت میں بہت سارے نعمات سے نوازا جاتا ہے حضرت جابر سے مروی ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے چہرہ کا رخ انور مولا علی علیہ السلام کی طرف کیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

أَ لاَ أُبَشِّرُكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ

اے ابو الحسن (علی علیہ السلام)کیا میں تمھیں بشارت دوں ۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ۔

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

هَذَا جَبْرَئِيلُ يُخْبِرُنِي عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ أَعْطَى شِيعَتَكَ وَ مُحِبِّيكَ سَبْعَ خِصَالٍ الرِّفْقَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ الْأُنْسَ عِنْدَ الْوَحْشَةِ وَ النُّورَ عِنْدَ الظُّلْمَةِ وَ الْأَمْنَ عِنْدَ الْفَزَعِ وَ الْقِسْطَ عِنْدَ الْمِيزَانِ وَ الْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ وَ دُخُولَ الْجَنَّةِ قَبْلَ سَائِرِ النَّا سِ -

(روضۃ الواعظین ، جلد 2 ، صفحہ 297)

یہ حضرت جبرئیلؑ ہیں ۔جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے کہ (اے علیؑ) تیرے شیعہ اور تجھ سے محبت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سات خصوصیات عطا کرتا ہے موت کے وقت نرمی ، وحشت اور خوف کے وقت انسیت ، تاریکی میں نور ، خوف کے وقت امن ، اور میزان اعمال میں برابری ، پل صراط سے گزر جانا اور باقی لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہونا ۔

اور اسی طرح ایک اور روایت میں ملتا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے حقیقی شیعوں کے جنت میں مقامات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ :

إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاؤُونَ مَنَازِلَ شِيعَتِنَا كَمَا يَتَرَائَى الرَّجُلُ مِنْكُمُ الْكَوَاكِبَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ

(غرر الحکم و درر الکلم ، جلد ۱ ، صفحہ ۲۲۹)

بیشک اہل جنت والے ہمارے شیعوں کی منازل کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح (زمین پر) ایک شخص آسمان پر ستاروں کو دیکھتا ہے ۔

بیشک قیامت کے دن اور جنت میں حقیقی شیعوں کا مقام اور منزلت دوسرے جنتیوں سے علیحدہ ہوگا اور یہ مقام ان شیعوں کا کیوں نہ ہو ؟ یہ اس نبی کے امتی ہیں جو رحمت للعالمین اور خاتم النبیین ﷺ ہے اوران ہستیوں سے محبت کرنے والے تھے جو محبوب خدا ہیں اور شریعت محمدی پر پوری زندگی عمل کیا۔اور محبت اور عمل کا صلہ یہ ملے گا کہ جنت میں اس حقیقی شیعہ کا مقام و منزلت بہت بلند و اعلیٰ ہوگا ۔ جس پرمذکورہ روایات دلالت کر رہی ہے ۔ اور اسی دوسری روایات جیسا کہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ارشاد القلوب میں یہ روایت نقل کی ہے کہ : ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ :

اَنْ عَلِیّاً وَ شِیعَتَہُ ھُمُ الْفَائِزُونَ.

(إرشاد القلوب , ج ۲ , ص ۴۲۷

بیشک علیؑ اور اس کے شیعہ کامیاب ہیں ۔

ان دونوں روایات سےاور اس طرح کی دوسری روایات سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ زبانی محبت کا کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک محبت کا عملی اظہار نہ ہو اور محب محبوب کےزبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش نہ کرے اور اگر محبوب سے سچی محبت ہے تو محب کی دن رات یہ کوشش ہوتی ہے کہ میں وہ کام انجام دوں جس میں میرا محبوب راضی ہو ۔ نتیجہ میں اہل بیت اطہار علیہم السلام خصوصاً مولا علی علیہ السلام سے محبت کرنے والا جب تک ان کےافعال و سکنات میں ان کی اطاعت و پیروی نہیں کرتا تب تک زبانی دعویٰ کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ کیونکہ ایک سچے مسلمان اور مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے عھد و وعدہ پر باقی رہتا ہے جو اس نے کلمہ پڑھتے ہوئے کیا ہے ۔

اللهم اجعلنا من شيعة علي عليه السلام واحشرنا في زمرتهم ياكريم

اللهم صل على محمد و آل محمد و عجل فرجهم

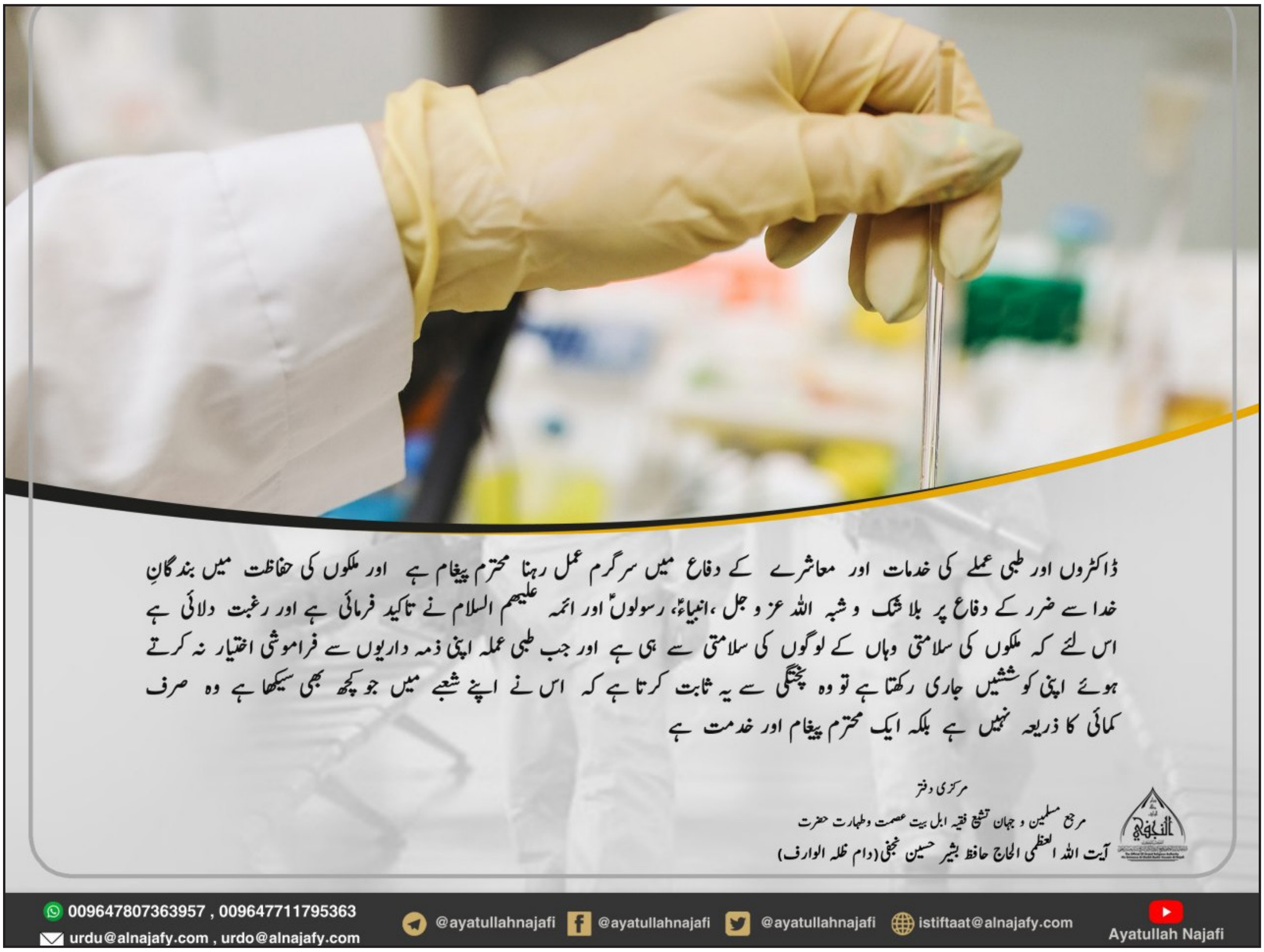

فضائلِ محبّ علیؑ بزبان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا حافظ آکاش حیدر باقری

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہئے کہ جس نے ہمیں دنیا و آخرت کی نجات کے لئے محمد و آل محمد جیسے پیشوا عطا کئے اور علم و عمل کے شہنشاہ حضرت علی علیہ السلام کو امام بنایا جن کی ولادت کعبہ میں ہوئی ور شہادت مسجد میں ہوئی ۔ وہ امام کہ جن کی محبت مؤمن و منافق کی پہچان قرار پائی جیسا کہ جابر بن عبد اللہ الانصاری سے روایت ہے:

وما اخرجہ ابن عبد البر قال و روی عماد الذھبی عن ابی الزبیر عن جابر قال کنا نعرف المنافقین الا ببغض علی ابن ابی طالب

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب باب علی بن ابی طالب، ج۳، ص ۱۱۰)

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ ہم منافقین کو علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے بغض سے پہچان لیتے تھے ۔

لہٰذا سب سے پہلے تو شکر کے سجدے کرنے چاہئیں کہ خداوندِ کریم نے ہمیں محبّ علیؑ بنایا ہے اگر ہم روایات کا مطالعہ کریں تو حیران رہ جائیں گے کہ حضرت علیؑ کے محبّ کے اتنے فضائل ہیں تو خو حضرت علی علیہ السلام کے کتنے فضائل ہوں گے ۔

محبانِ علی ابن ابی طالب کے فضائل سے آشنا ہونے کے لئے ہمیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ عظیم خطبہ پیش کرتے ہیں کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ان ابی طالب علیہما السلام اور ان کے محبوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے اور اس خطبے کو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب فضائل الشیعہ میں تحریر فرمایا ہے اور یہ کافی طویل روایت کی شکل میں ہے اور ہم اس مقالہ میں اس خطبے کے ابتدائی چند کلمات بیان کرنے پر اکتفاء کریں گے۔

عبد اللہ ابن عمر کا سوال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْنَا النَّبِيَّ ص عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع فَغَضِبَ ص ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَذْكُرُونَ مَنْ مَنْزِلَتُهُ مِنَ اللَّهِ كَمَنْزِلَتِي

عبد اللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں پوچھا ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضناک ہو گئے اور ارشاد فرمایا اس قوم کو کیا ہوگیا ہے! اس کے بارے میں باتیں کرتے ہیں کہ جس کا مقام و منزلت اللہ کے ہاں وہی ہے جو مقام و منزلت اللہ کے ہاں میرا ہے۔

محبتِ علی علیہ السلام خوشنودگی پروردگار:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا وَ مَنْ أَحبَّ عَلِيًّا أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ وَ مَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ كَافأَهُ الْجَنَّةَ

آگاہ ہو جاؤ جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے اللہ سے محبت کی اس سے اللہ راضی ہوا اور جس سے اللہ راضی ہوا اس کو بطور جزاء جنت ملے گی۔

مُحبِّ علیؑ تین کام دنیا میں کر کے جاتا ہے:

اسی خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ محب علیؑ تین کام دنیا میں کر کے جاتا ہے:

أَلَا وَ مَنْ أَحبَّ عَلِيًّا لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَشْرَبَ مِنَ الْكَوْثَرِ وَ يَأْكُلَ مِنْ طُوبَى وَ يَرَى مَكَانَهُ فِي الْجَنَّةِ

آگاہ وہ جاؤ جو حضرت علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے وہ دنیا کو چھوڑنے سے پہلے آبِ کوثر پیتا ہے اور شجرِ طوبیٰ کا پھل کھاتا ہے اور جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔

محبِّ علی کا نماز و روزہ قبول ہوتا ہے:

اسی خطبہ میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا وَ مَنْ أَحبَّ عَلِيًّا قُبِلَ صَلَاتُهُ وَ صِيَامُهُ وَ قِيَامُهُ وَ اسْتَجَابَ لَهُ دُعَاءَهُ

آگاہ ہو جاؤ جو علیؑ سے محبت کرتا ہے اس کی نماز، روزہ اور قیام قبول کیا جاتا ہے اور اس کی دعا کو مستجاب کیا جاتا ہے۔

محبّ علیؑ کے حق میں فرشتوں کا استغفار اور جنت میں دخول:

اگر مؤمن مر جائے اور چالیس مؤمنین اس مؤمن کے حق میں استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ اس مؤمن کو بخش دیتا ہے لیکن کیا مقام ہے محبت علیؑ کا رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

أَلَا وَ مَنْ أَحبَّ عَلِيًّا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ وَ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُهَا مِنْ أَيِّ بَابٍ شَاءَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

آگاہ رہو کہ جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیے جائیں گے کہ جس دروازے سے چاہے بغیر حساب کے داخل ہو سکتا ہے۔

محب علی کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں:

اگر قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جنتی لوگوں کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا اور یہی علامت محب علیؑ کی ہے جیسا کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا وَ مَنْ أَحبَّ عَلِيًّا أَعْطَاهُ اللَّهُ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ وَ حَاسَبَهُ حِسَابَ الْأَنْبِيَاءِ

آگاہ رہو جو علی علیہ السلام سے محبت کرے اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا اور اس کا حساب انبیاء جیسا ہو گا۔

محب علی کی موت اور قبر کی حالت:

موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کافروں کی موت بھیانک ہوگی اور مؤمنین کی موت آسانی و راحت میں ہوگی اسی طرح کافروں کی قبر خوفناک اور عذابِ الٰہی سے بھری ہوگی جبکہ مؤمنین کا قبر میں انتقال اچھا ہوگا لیکن کیا مقام ہے محب علیؑ کا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

أَلَا وَ مَنْ أَحبَّ عَلِيًّا هَوَّنَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَ جَعَلَ قَبْرَهُ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

آگاہ رہو جو علیؑ سے محبت کرتا اللہ اس پر سکرات موت کو آسان کر دیتا ہے اور اس کی قبر کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ قرار دیتا ہے۔

محب علی اور ملک الموت کی ملاقات:

جو انسان بھی پیدا ہوا ہے اسے بالآخر ملک الموت کا سامنا کرنا ہے ملک الموت ہر انسان کے پاس مختلف شکلوں میں جاتا ہے، اگر اعمال اچھے ہوں تو خوبصورت جوان کی صورت ہوتی ہے اور برے اعمال والا شخص ہو تو ملک الموت اس کے اعمال کے مطابق شکل میں نمودار ہوتا ہے لیکن محب علی بھی ملک الموت سے ملاقات کرے گا، کس انداز میں کہ رسول خدا ﷺ

ارشاد فرماتے ہیں :

أَلَا وَ مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكَ الْمَوْتِ كَمَا يَبْعَثُ إِلَى الْأَنْبِيَاءِ وَ دَفَعَ اللَّهُ عَنْهُ هَوْلَ مُنْكَرٍ وَ نَكِيرٍ وَ بَيَّضَ وَجْهَهُ وَ كَانَ مَعَ حَمْزَةَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ

آگاہ رہو جو علی علیہ السلام سے محبت کرے اللہ اس کے پاس ملک الموت کو ایسے بھیجتا ہے کہ جیسے اپنے انبیاء کے پاس بھیجتا ہے اور محب علیؑ سے منکر و نکیر کے خوف کو دور کرتا ہے اور اس کا چہرہ روشن و منور ہو جاتا ہے اور محب علی علیہ السلام سید شہداء حضرت حمزہؑ کے ساتھ ہوگا۔

محب علیؑ کا دل حکمت سے سرشار:

محب علیؑ ہمیشہ حکیم و دانا ہوتا ہے اور اس کے الفاظ بھی حکمت و دانائی کے عکاس ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ محبت علی ع کی ہی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا وَ مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا أَثْبَتَ اللَّهُ فِي قَلْبِهِ الْحِكْمَةَ وَ أَجْرَى عَلَى لِسَانِهِ الصَّوَابَ وَ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَبْوَابَ الرَّحْمَةِ

آگاہ رہو جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت راسخ کر دیتا ہے اور اس کی زبان پر اچھی باتیں صادر فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

محب علیؑ کی بخشش :

جو بھی محبت علیؑ کے ذریعے اپنے دل کو روشن کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے جیسا کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا وَ مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا نَادَاهُ مَلَكٌ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ يَا عَبْدَ اللَّهِ اسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ الذُّنُوبَ كُلَّهَا

آگاہ رہو جو بھی علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے عرش تلے ایک فرشتہ اس کو نداء دیتا ہے کہ اللہ کے بندے آج سے عمل از سرنو شروع کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محبت علی علیہ السلام کے وسیلے سے تمہارے سارے گناہوں کو بخش دیا ہے۔

محب علیؑ کے قیامت میں احوال:

قیامت والے دن جہاں سب لوگ پریشان ہوں گے وہاں محب علی اطمئنان کی دولت سے مالا مال ہوگا جیسا کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا وَ مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ وَجْهُهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

آگاہ رہو جو علیؑ سے محبت کرتا ہے وہ قیامت والے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن و منور ہوگا۔

أَلَا وَ مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا وُضِعَ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْمُلْكِ وَ أُلْبِسَ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ

آگاہ رہو جو علیؑ سے محبت کرتا ہے اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھا جائے گا اور عزت والا لباس پہنایا جائے گا۔

محب علیؑ کی رشتوں اور انبیاء سے ملاقات:

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

أَلَا وَ مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا صَافَحَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَ زَارَتْهُ الْأَنْبِيَاءُ

آگاہ رہو جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور انبیاء اس کی زیارت کرتے ہیں۔

محب علیؑ اسیر اللہ ہے :

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ وہ محب علیؑ کہ جس کے اتنے فضائل ہیں اس کو اسیر اللہ کہا گیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

أَلَا وَ مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا سُمِّيَ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ أَسِيرَ اللَّهِ

آگاہ رہو جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اسے ارض و سماء میں اللہ کا قیدی کہا جاتا ہے۔

اتنے فضائل ہیں تو ذمہ داریاں بھی اتنی ہی ہیں اور محب علی علیہ السلام اللہ کا قیدی بھی اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ وہ ساری زندگی اطاعتِ خدا، اطاعت نبی و امام علیہم السلام میں گزارتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں مولا علی علیہ السلام کا محب بنائے۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم

☆☆☆☆☆☆

قرآن میں انسانی حقوق

(قسط پنجم)

مولانا مفید حسین نجفی

گزشتہ سے پیوستہ:

قرآن مجید نے انسانی حقوق بہت تاکید کے ساتھ بیان فرمائے ہیں کہ جن میں سے پہلا حق حیات اور دوسرا حق حریت ہے ، تیسرا حق کرامتِ انسانی ہے کہ کسی کو انسان کا مذاق اڑانے کا حق نہیں اور چوتھا حق عدالت ہے کہ سب انسانوں کو برابر انصاف ملے گا اور ابھی گفتگو پانچویں حق کے بارے میں ہے۔

پانچواں حق : حق ملکیت

انسانی معاشرے میں ہر انسان حق رکھتا ہے کہ جس کا وہ مالک ہے اس میں تصرف کرے اور اس میں کوئی کسی کو رکاوٹ نہیں کرسکتا ہے۔ مگر یہ کہ اس کا تصرف اجتماعی مصلحتوں کے خلاف ہو۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

أَ وَ لَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينا أَنْعاماً فَهُمْ لَها مالِكُونَ
(سورہ یسین آیت ۷۱)

۔کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے دست قدرت سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے چنانچہ اب یہ ان کے مالک ہیں؟

وَ سَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (۱۷)

الَّذي يُؤْتي مالَهُ يَتَزَكَّى (سورہ لیل آیت - ۱۷،۱۸)

اور نہایت پرہیزگار کو اس (آگ) سے بچا لیاجائے گا . جو اپنا مال پاکیزگی کے لیے دیتاہے ۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمى حَرَجٌ وَ لا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَ لا عَلَى الْمَريضِ حَرَجٌ وَ لا عَلى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَواتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خالاتِكُمْ أَوْ ما مَلَكْتُمْ مَفاتِحَهُ أَوْ صَديقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُناحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَميعاً أَوْ أَشْتاتاً فَإِذا دَخَلْتُمْ بُيُوتاً فَسَلِّمُوا عَلى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبارَكَةً طَيِّبَةً كَذلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآياتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (النور ٦١)

اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی حرج ہے اور نہ خود تم پر اس بات میں کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی بڑی ماؤں (نانی دادی) کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوبھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن گھروں کی چابیاں تمہارے اختیار میں دے دی گئی ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم مل کر کھاؤ یا جدا جدا اور جب تم کسی گھرمیں داخل ہو تو اپنے آپ پر سلام کیا کرو اللہ کی طرف سے بابرکت اور پاکیزہ تحیت کے طور پر، اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے لیے کھول کر بیان فرماتا ہے، شاید تم عقل سے کام لو۔

پس معلوم ہوا کہ انسان اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتا ہے چاہے وہ خود استعمال میں لائے یا کسی کو دے دے اسے اختیار حاصل ہے۔ اور دوسرے کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ اس کو اپنے مال میں تصرف سے روکے۔

مگر اجتماعی مصلحت کے خلاف ہو ۔ اور اسلام ایک اجتماعی نظام ہے لہٰذا حق تصرف میں اسلام کے قواعد و احکام کی رعایت کرنا ضروری ہے ۔

چھٹا حق : حق امن

بہت سی آیات اور روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ امن و آشتی انسان کا بنیادی حق ہے لہٰذا ہر وہ کام جائز نہیں جو انسانی امن و امان کو نقصان پہنچائے ۔ امن کے بہت سے مظاہر ہیں جن میں بعض کا ذیل بالاختصار تعارف کرواتے ہیں ۔

حق امن کے مظاہر :

اول : تجسّس کی ممانعت :

امن کا تقاضا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے کاموں کے بارے میں تجسّس نہ کریں ۔ چونکہ تجسّس سے انسان کا اطمئنان چھن جاتا ہے ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثيراً مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَ لا تَجَسَّسُوا وَ لا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً أَ يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحيمٌ (الحجرات ۱۲)

اے ایمان والو! بہت سی بد گمانیوں سے بچو، بعض بد گمانیاں یقیناً گناہ ہیں اور تجسّس بھی نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو، اللہ یقیناً بڑا توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔

دوم : چوری کی ممانعت :

انسان کا مال اس کی جان کی طرح قابل احترام ہے ۔ لہٰذا جس کی جان کو نقصان دینا جائز نہیں اس کے مال کو نقصان پہنچانا بھی جائز نہیں ۔ لہٰذا اسلام نے چور کو چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے تاکہ معاشرے سے اس فساد اور عدم امن کا خاتمہ ہو ۔ ارشاد باری تعالی ہے :

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُما جَزاءً بِما كَسَبا نَكالاً مِنَ اللَّهِ وَ اللَّهُ عَزيزٌ حَكيمٌ (المائدۃ ۳۸)

اور چوری کرنے والا مرد یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، اللہ کی طرف سے یہ ان کے کرتوت کی سزا ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔

فتح مکہ کے وقت جب مکہ کی عورتیں رسول اللہ ص کی بیعت کرنے آئیں تو اللہ نے ان کی بیعت کی شروط کے لئے وحی کی ۔ ان شرائط میں بہت بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرنے کی شرط پر ان سے بیعت قبول کرنے کا حکم تھا۔ منجملہ ان گناہوں میں ایک چوری ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوری کس قدر قبیح گناہ ہے ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

يا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذا جاءَكَ الْمُؤْمِناتُ يُبايِعْنَكَ عَلى أَنْ لا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئاً وَ لا يَسْرِقْنَ وَ لا يَزْنينَ وَ لا يَقْتُلْنَ أَوْلادَهُنَّ وَ لا يَأْتينَ بِبُهْتانٍ يَفْتَرينَهُ بَيْنَ أَيْديهِنَّ وَ أَرْجُلِهِنَّ وَ لا يَعْصينَكَ في مَعْرُوفٍ فَبايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحيمٌ (الممتحنہ آیت ۱۲)

اے نبی! جب مومنہ عورتیں اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آپ کے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان (غیر قانونی اولاد) گھڑ کر (شوہر کے ذمے ڈالنے) لائیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں، اللہ یقیناً بخشنے والا، رحیم ہے۔

سوم : گھر کا احترام :

حق امن کا تقاضا ہے کہ کسی کے گھر میں بلا اذن داخل نہ ہوں ۔ قرآن میں اللہ تعالی نے کسی کے گھر میں ایسے ہی گھسنے سے منع فرمایا ہے تاکہ گھروں کی حرمت باقی رہے اور گھر کے عیوب سے لوگ باخبر نہ ہوں ۔ ارشاد ہوا :

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا لا تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَ تُسَلِّمُوا عَلى أَهْلِها ذلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النور ۲۷)

۔ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہونا جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔

جاری ہے ----

بیماریاں اور آفات وبلیات میں اسلام کا موقف (حصہ اول)

مولانا سید حسن رضا نقوی

کرونا وائرس کے پھیلتے ہی جو مختلف بحثیں شروع ہوئیں ان میں سے اہم ترین بحث دینی اعتقادات کے حوالے سے ہے بالخصوص سعودی عرب اور ایران میں مقدس مقامات کی عارضی بندش کے بعد بہت سے طبقات کی طرف سے دینی اعتقادات اور افکار کو زیر سوال لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان سوالوں کا جواب دینے سے پہلے اسلام کے کچھ مسلمہ اصول ذہن نشین رہنے چاہییں۔

اسلام کے مسلمہ اصول (Sure principles of Islam)

۱ ۔ اس جہان کا ایک خالق ہے جس نے اسے خلق کیا اور وہی اس جہان کے امور کو احسن طریقہ سے انجام دیتا ہے۔ لہٰذا ہم مادہ پرستی یا مادی گری (Materialism) پر یقین نہیں رکھتے کہ جس کے مطابق اس عالم میں ہونے والی ہر تبدیلی کو صرف مادی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

۲ ۔ خدا اس جہان کا واحد اور یکتا خالق ہے اور اس جہان میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا خلق کیا ہوا ہے۔ لہٰذا ہم ثنویت اور دو خدائی (Dualism) کے نظریے کو بھی رد کرتے ہیں جن کے نزدیک نعمتوں اور اچھی چیزوں کو تو خدا (ان کے بقول یزدان) نے خلق کیا ہے لیکن بیماریاں آفات زلزلہ و سیلاب وغیرہ ایک دوسرے خدا (ان کے بقول اھرمن) کی مخلوق ہیں۔

۳ ۔ جس طرح سے خدا کی ذات حسن و کمال کا منبع و سرچشمہ ہے اور اس کی ذات میں کسی قسم کا نقص عیب اور زوال نہیں پایا جاتا اسی طرح اس کی ہر صفت اور ہر فعل بھی حسن و کمال کا مصداق اور ہر عیب و نقص سے مبرا ہے۔

۴ ۔ خدا قادر مطلق ہے ہر چیز اور ہر فعل پر قدرت رکھتا ہے خدا نے جس طرح بعض فرشتوں کو نظام کائنات کی تدبیر اذن الٰہی کے مطابق چلانے کی قدرت عطا کی ہے اپنے مقرب ترین بندوں (انبیاء اور آئمہ علیہم السلام) کو بھی ایسی قدرت دے رکھی ہے کہ وہ اس جہان میں ہر طرح کی تبدیلی انجام دے سکتے ہیں البتہ خدا اور اس کے نمائندوں کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

۵ ۔ خدا نے اس جہان کو اسباب اور مسبباب (علت و معلول) کے نظام The cause and effect system کے تحت خلق کیا ہے یعنی اس جہان میں پیش آنے والے ہر حادثے اور پیدا ہونے والی ہر تبدیلی کے پیچھے ایک سبب اور علت موجود ہے. یہ نظام ایک وسیع نظام ہے جس میں اسباب مادی اور غیر مادی دونوں شامل ہیں اور اس نظام کا کامل علم عام انسانوں کو حاصل نہیں بلکہ وہ بعض مادی اسباب کا ہی علم رکھتے ہیں۔

۶ ۔ اس جہان کو خلق کرنے کا ہدف و مقصد مخلوقات کو ان کے کمال تک اور انسان کو اس کے کمال اختیاری تک پہنچانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کو اس عالم مادہ میں بھیجا گیا تاکہ اپنے ارادہ و اختیار سے اس دار تزاحم کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے اپنے کمال اختیاری تک پہنچے۔

علمائے اسلام نے اپنی کتابوں میں ان مسلمہ اصولوں کو قرآن، سنت اور عقل کی روشنی میں بہترین انداز سے ثابت کیا ہے یہاں ان اصولوں کے لیے دلائل کا ذکر اختصار کے منافی ہے۔

ہم چند سوالات کی صورت میں ممکنہ شبہات کو ذکر کریں گے اور ان کا جواب دیں گے۔

پہلا سوال :

کیا خدا ایسا جہان نہیں بنا سکتا تھا جس میں کسی قسم کی آفت بیماری سیلاب طوفان زلزلہ وغیرہ وجود نہ رکھتے ہوں اگر ہاں تو پھر ہمارے جہان مادی میں ایسی آفات کیوں پائی جاتی ہیں؟

جواب : جی ہاں نہ صرف یہ کہ خدا ایک ایسا جہان بنا سکتا ہے جس میں کوئی اس طرح کا نقص و عیب نہ ہو بلکہ خدا نے ایسا جہان بنایا ہے اور وہ ہے مجردات اور فرشتوں کا جہان کہ جس میں اس طرح کا عیب و نقص وجود نہیں رکھتا پس خدا کی قدرت میں کوئی کمی نہیں۔

سوال کے دوسرے حصے کا جواب یہ ہے کہ فرشتوں کے جہان اور انسانوں کے جہان میں ایک بنیادی فرق ہے جس کی وجہ سے ان کے جہان میں اس طرح کی آفات و بلیات نہیں پائی جاتیں لیکن ہمارے جہان میں وجود رکھتی ہیں۔ وہ فرق یہ ہے کہ خدا نے انسان کو عقل، غضب اور شہوت جیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کی بدولت انسان اپنے اختیار کے ساتھ اتنی ترقی کرسکتا ہے کہ خلافت الٰہی کے منصب پر فائز ہوجائے اور فرشتوں کا مسجود ٹھہرے۔انسان کی اس ترقی کے لیے آفات و بلیات، مصیبتوں اور آزمائشوں کا وجود ضروری ہے ورنہ وہ اس عالی و متعالی مقام تک نہیں پہنچ سکتا جہاں دوسری مخلوقات پہنچنے کا سوچ بھی نہیں سکتیں۔ امام حسین علیہ السلام مدینہ سے نکلتے وقت جب قبر پیامبر اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر حاضر ہوتے ہیں تو رسول خدا(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے نواسے کو یہ فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں: إن لک درجة عند الله لن تنالها إلا بالشهادة (حسین خدا کے ہاں تیرے لیے ایک مقام ہے جسے پانے کے لیے شہادت ضروری ہے)(۲) لہٰذا انسان نے صراط مستقیم پر سفر کرتے ہوئے اپنے اختیار کے ساتھ قرب خدا کی منزل تک پہنچنا ہے جس کے لیے یہ مصیبتیں آزمائشیں اور بیماریاں ضروری ہیں جبکہ فرشتے ان آزمائشوں میں مبتلا نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ انسان کے حقیقی مقام تک کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ پس یہ آزمائشیں اور مصیبتیں خدا کی نعمت ہیں جن کے ذریعے خدا ہمیں ایسے کمال تک پہنچانا چاہتا ہے جہاں دوسری مخلوقات یہاں تک کہ فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی سادہ مثال مریض بچے کے لیے انجکشن یا کڑوی دوا ہے۔ بچہ اس انجکشن یا کڑوی دوا کو اپنے لیے عذاب اور ڈاکٹر کو ظالم سمجھتا ہے لیکن در حقیقت یہ چیزیں اس کے کمال اور ترقی کے لیے انتہائی ضروری ہیں اور ڈاکٹر اس کے ساتھ نیکی اور احسان کے سوا کچھ نہیں کر رہا لیکن بچہ یہ سب سمجھنے سے قاصر ہے۔

عالم مادہ کو اگر اس نگاہ سے دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ یہ عالم ناقص نہیں کامل ہے اور اس کا کمال اس کی اسی صورت میں ہے۔

دوسرا سوال :

آپ کہتے ہیں کہ خدا اس کی صفات اور اس کے افعال سب کمال اور حسن کا مصداق ہیں تو پھر ان آفات و بلیات کا خالق موجد اور فاعل کون ہے؟

جواب :علمائے کرام نے اس کے دو طرح کے جواب دیے ہیں:

اکثر علماء کے مطابق یہ آفات و بلیات جو شرور کا مصداق ہیں امور عدمی ہیں اور وجود نہیں رکھتی پس انہیں کسی خالق اور موجد کی ضرورت نہیں کیونکہ خالق کی ضرورت اس شیء کو ہوتی ہے جو خود موجود ہو. یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ آفات وجود نہیں رکھتیں تو جو کچھ ہمیں نظر آرہا ہے یہ کیا ہے؟ فلاسفہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ہم عدم خیر کو شر کا نام دیتے ہیں یعنی ہم عدم صحت کو بیماری کا نام دیتے ہیں، حالانکہ حقیقت میں صحت وجود رکھتی ہے اور جب وہ صحت معدوم ہوجائے تو ہم اس حالت کو بیماری کا نام دیتے ہیں۔

علم کلام کے اکثر علماء اس چیز کے قائل ہیں کہ یہ آفات و بلیات اگرچہ وجود رکھتی ہیں لیکن یہ خدا کا بالذات اور اصلی مقصود نہیں ہیں بلکہ خدا کا مقصود اصلی انسان کا کمال ہے اور مقصود بالتبع یا بالعرض آفات و بلیات کا وجود ہے بالکل اسی طرح جیسے ڈاکٹر کا اصلی مقصود مریض کی صحت ہے لیکن ثانوی مقصود مریض کو انجکشن لگانا یا آپریشن کی صورت میں اس کے جسم کا کاٹنا ہے۔ پس اس نظریے کے مطابق خدا کا ہر فعل حسن اور خیر ہے لیکن وہ اس حسن اور خیر تک پہنچنے کے لیے آفات و بلیات کو خلق کرتا ہے لیکن چونکہ آفات و بلیات کی خلقت سے بھی مدنظر کمال ہے لہٰذا یہ بھی فعل حسن ہے۔

یہاں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ظاہرا ان دونوں آراء کے قائل علماء اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شر ایک امر نسبی ہے یعنی ہر وہ حادثہ یا واقعہ جو ایک جہت سے شر ہے وہ کسی دوسری جہت سے یا چند دوسری جہات سے خیر ہے پس اس عالم مادہ (Material world) میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی

جاتی جو ہر جہت سے یا اکثر جہات سے شر ہو بلکہ یا تو اکثر جہات سے خیر ہے یا ایک جہت سے شر اور دوسری جہت سے خیر۔ مثلا اگر آگ کا وجود فرض کریں تو اس میں ایک جہت آفت اور مصیبت کی ہے کہ اس سے انسانی بدن اس کا گھر اور اس کا مال و متاع جل سکتا ہے لیکن اگر آگ کے وجود میں پوشیدہ نعمتوں اور آسائشوں کو دیکھا جائے تو شاید یہ کہنا درست ہو کہ ہم آگ کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتے مثلا ہمارے جسم کو موسم کی سردی اور اس سے پیدا ہونے والی سینکڑوں بیماریوں سے محفوظ رکھنا ، سینکڑوں اشیاء خوردونوش کو ہمارے کھانے کے قابل بنانا وغیرہ ، بجلی کی مثال ہی لے لیں اگرچہ اس کی وجہ سے بعض اوقات انسانی جان ضایع ہوتی ہے لیکن اگر اس کا وجود نہ ہوتو انسان اس آسائش ترقی اور کمال سے مکمل محروم رہے۔

ایک اور بات جس کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے وہ یہ کہ تزاحم اور ٹکراؤ کی کیفیت یا حوادث کا وقوع عالم مادہ کا ذاتی لازمہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی یہ چاہے کہ عالم مادہ ہو لیکن حادثات نہ ہوں تو اسکی مثال اس شخص کی ہے جو چاہ رہا ہے دو کا عدد ہو لیکن جفت نہ ہو یا آگ ہو اور حرارت نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں ہمارے پاس تین ممکنہ صورتیں ہیں خدا عالم مادہ کو خلق ہی نہ کرے، خلق کرے لیکن ان تزاحمات اور حادثات کے بغیر خلق کرے ، خلق کرے اور اسی موجودہ صورت میں خلق کرے پہلی صورت میں خدا کے فیاض ہونے کے منافی ہے اور اس کا لازمہ خدا کے بخل کا اثبات ہے ، دوسری صورت عقلی طور پر محال ہے کیونکہ لازم ذاتی کی ملزوم سے جدائی ہے لہٰذا تیسری صورت ہی ممکن اور وقوع پذیر ہے۔اسے مثال سے سمجھنا ہو تو ہم ایک ایسے شخص کو فرض کرسکتے ہیں جو علم کا نور پھیلانے اور جہالت کے خاتمے کے لیے سکول بنانا چاہتا ہے لیکن اگر وہ سکول بنائے گا تو بہت سی جزئی مشکلات بھی پیش آئیں گی مثلا طالب علموں یا اساتذہ کا آپس میں حسد ، گھر سے سکول جانے کی مشقت ، والدین کے لیے فیس دینے کی مشقت ، بعض طالب علموں کے درمیان لڑائی جھگڑے کا امکان وغیرہ۔ لیکن وہ ان جزئی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اس اہم اور مقدس ہدف سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔

تیسرا سوال :

آفات و بلیات اور قدرتی حوادث کے پیچھے کیا علل و اسباب کارفرما ہیں؟

جواب : آفات و بلیات کا ایک کلی فلسفہ انسان کے لیے تزاحم کی کیفیت ایجاد کرنا ہے تاکہ اس کا امتحان لیا جاسکے اور وہ اس امتحان میں سرخرو ہو کر خدا کے قرب کی منزل تک پہنچ سکے. خداوند متعال قرآن میں فرماتا ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الخَوفِ وَ الْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الأَمْوَالِ وَ الأَنفُسِ وَ الثَّمَرَاتِ وَ بَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ عَلَيهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ أُوْلَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف، بھوک، اموال جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ جب انہیں مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں بیشک ہم خدا کے ہیں اور ہم نے خدا کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی ھدایت یافتہ ہیں) (سورۃ البقرۃ/ آیت ۱۵۵,۱۵۶,۱۵۷)

اس کے علاوہ کچھ اور حکمتیں بھی ان آفات و حوادث میں پوشیدہ ہوسکتی ہیں مثلا خدا اور موت کی یاد میں اضافہ ہونا، خدا کی قدرت اور انسان کی کمزوری پر یقین میں اضافہ، دنیا کی بے ثباتی اور دار آخرت کی طرف توجہ، انسانیت کی خدمت اور ایثار و قربانی کے مواقع فراہم ہونا، انسانی عقل اور مختلف علوم کی ترقی کا زمینہ فراہم ہونا وغیرہ۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ تمام آفتیں اور مصیبتیں خدا کی آزمائش کا مصداق نہیں بلکہ بہت سے موارد میں آفتوں اور بلاؤں کا سبب خود انسان کے غلط افعال اور تصرفات ہوتے ہیں مثلا اگر ایک شخص ڈرائیونگ میں احتیاط نہیں برتے گا تو ایک جان لیوا حادثے کا سبب بنے گا اگر ہم گرمی یا سردی کی شدت کے مطابق لباس زیب تن نہیں کریں گے تو بیماری میں مبتلا ہوجائیں گے اگر حکومت مناسب انتظامات نہیں کرے گی تو سیلاب وجود میں آئے گا وغیرہ۔

چوتھا سوال :

بیماریوں کا علاج ڈاکٹرز کی طرف رجوع میں ہے، ائمہ علیہم السلام سے توسل میں ہے یا خدا سے دعا میں؟

جواب: مکتب توحید کا دعوی ہے: لامؤثر في الوجود إلا الله (عالم وجود میں مؤثر حقیقی صرف خداوند متعال ہے) یعنی مشیئت اور ارادہ خدا کے بغیر اس کائنات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ بیمار کی شفایابی بھی خدا کی مشیئت اور ارادے کے مرہون منت ہے۔

اب سوال یہ کہ کیا پھر ہم صرف خدا سے دعا مانگیں اور ائمہ سے توسل یا ڈاکٹر کی دوا کی کوئی ضرورت نہیں ؟ ------ جاری ہے -----

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

سوال: بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ چہاردہ معصومین ع باطنی طور پر حقیقتِ واحدہ رکھتے ہیں اور ظاہر میں مختلف اجسام رکھتے ہیں۔ اس حوالہ سے آپ کا نکتۂ نظر کیا ہے۔؟

جواب: بسمہ سبحانہ! حقیقت واحدہ سے آپ کی کیا مراد ہے آیا باپ اور بیٹا دونوں باپ ہیں یا دونوں ایک دوسرے کے بیٹے ہیں؟ آیا شوہر اور بیوی دونوں شوہر بھی ہیں یا دونوں بیویاں بھی ہیں؟ آپ کی حقیقت واحدہ سے کیا مراد ہے اپنے سوال کی وضاحت کریں؟ اور اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ جس طرح تمام انسان ایک ہی حقیقت رکھتے ہیں اس طرح آئمہؑ نوع بشر کی خاص صنف ہیں جو ایک حقیقت رکھتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ والسلام۔ واللہ العالم

سوال: میرے پاس کل ایک لاکھ روپے نقد رقم موجود تھی۔ اور اس ایک لاکھ روپے کا میں نے گھریلو ضرورت کا سامان خریدنا تھا۔ اور اسی مقصد کے پیش نظر میں نے اسی رقم میں سے بیس ہزار روپے بطورِ بیعانہ ایک شخص کو دے دیئے اور بقایا اسّی ہزار روپے میں نے دو جنوری کو دینے ہیں۔ جبکہ یکم جنوری میری تاریخِ خمس ہے۔

واضح فرمائیں کہ درج بالا صورتحال کے مطابق کیا اس اسّی ہزار کی رقم کا خمس نکالنا واجب ہو گا یا نہیں۔؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اسی ہزار روپے کا خمس نکالنا واجب ہو گا۔ واللہ العالم

سوال: میں نے اپنا گھر بیچ کر ایک پلاٹ خریدا تھا جو اب بیچ دیا ہے جس سے مجھے کچھ فائدہ ہوا ہے اور پھر سے ساری رقم میں کہیں اور لگانا چاہتا ہوں، کیا اس رقم کا خمس نکال کر انویسٹ کروں لیکن میری خمس نکالنے کی تاریخ ۱۳ رجب المرجب ہے جو کہ ابھی نہیں آئی؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اگر آپ نے سارا مبلغ خمس کی تاریخ آنے سے پہلے خرچ کر دیا ہے تو آپ پر خمس نہیں ہو گا اور اسی طرح جو آپ نے پلاٹ خریدا تھا اور اس کی قیمت کا خمس بھی نکالا تھا تو پلاٹ بیچنے سے جو رقم ملی ہے اس میں سے اس رقم کا خمس نہیں ہو گا کہ جس کا خمس آپ ادا کر چکے ہیں اور جو نفع آپ کو پلاٹ بیچنے سے ہوا ہے اگر آپ کی خمس کی تاریخ آ گئی ہے اور وہ نفع آپ کے پاس موجود ہے کہ جو آپ نے تاریخ آنے تک خرچ نہیں کیا تو صرف اس نفع کا خمس دینا ہو گا۔ واللہ العالم

سوال: عمرہ ادا کرنے کے بعد سر منڈوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! عمرہ کرنے یعنی صفاء و مروہ کی سعی کرنے کے بعد انسان تقصیر کرے تو عمرہ ختم ہو جاتا ہے اور اس وقت آپ داڑھی کے علاوہ جسم کے تمام بالوں کو جدا کر سکتے ہیں یا بعض بالوں کو اتار سکتے ہیں۔ واللہ العالم

سوال: کچھ لوگ بی بی سکینہ سلام اللہ علیہا کا نام سُکینہ بلاتے ہیں اور کہتے ہیں، برائے کرم بتا دیجئے کہ کونسا تلفظ صحیح ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عربی میں سُکینہ کہا جاتا ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! یہ دونوں نام سَکینہ اور سُکینہ روایتوں میں ملتے ہیں۔ والسلام

سوال: ہم زیارت پہ ضریح کو تعظیماً سجدہ کر سکتے ہیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ! معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ تمام آئمہؑ نے خدا کے علاوہ کسی کو بھی سجدہ کرنا گناہ قرار دیا ہے اور جو شخص چوکھٹ کو بوسہ دینے کے لئے جھکتا ہے اور اردگرد دیکھنے والے لوگ یہ خیال کریں کہ سجدہ کر رہا ہے تو اس تہمت کو اپنے سے بچانے کے لئے ایسا نہ کرے۔ واللہ العالم

سوال: ایک لڑکا قتل ہو گیا والدین اور بیوی زندہ ہیں اس کی دیت مل رہی ہے تو اس کو کیسے تقسیم کریں گے اور اس کی زمین اور جائیداد کو کیسے تقسیم کریں گے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! زمین سے بیوی کو کچھ نہیں ملے گا اور باقی جائیداد میں سے بیوی کو چوتھا حصہ ملے گا (چونکہ شوہر کی اولاد نہیں ہے) اور دیت میں سے بھی بیوی کو چوتھا حصہ ملے گا اور باقی مرنے والے کے والدین کو

ملے گا۔ واللہ العالم

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ ذاکرین سے سنا ہے کہ جناب زہراء سلام اللہ علیہا نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اے ابو الحسن میں نے سنا ہے مدینہ کے لوگ آپ کو سلام نہیں کرتے۔۔تو مولی نے جواب دیا اے سیدہ علیھا السلام میں سلام کرتا ہوں وہ جواب نہیں دیتے۔قبلہ کیا ایسا روایات یا تاریخی کتابوں میں ملتا ہے؟

جواب:بسمہ سبحانہ!بعض کتابوں میں ان معانی کی طرف اشارہ ملتاہے۔واللہ العالم

سوال: مدینہ کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد اور بی بی فاطمہ علیھا السلام کا دروازہ جلانے کے بعد جو مصائب آئے بی بی کو کہا کہ یا علی علیہ السلام فاطمہ دن کو روئے یا رات کو۔ سوال یہ ہے کہ کیا بی بی اتنا بلند آواز سے روتی تھیں کہ آواز مدینہ کے لوگوں تک جاتی اور بی بی کے رونے سے ان کو کیا تنگی ہوتی؟

جواب:بسمہ سبحانہ!اصل میں جناب زہراء سلام اللہ علیہا کا گھر مسجد رسولؐ کی دیوار سے ملا ہوا تھا اور جناب علیؑ کے گھر سے مسجد کی طرف ایک دروازہ تھا جس سے امیر المؤمنینؑ ہر وقت مسجد میں جا سکتے تھے اور ایک اور دروازہ تھا جو کہ دوسری طرف تھا کہ جس پر ظالموں نے حملہ کیا تھا۔ جناب زہراء سلام اللہ علیہا کو مدینہ کی عورتیں پرسہ دینے کے لئے کثرت سے آتیں تھیں اور جناب زہراء سلام اللہ علیہا اور وہ عورتیں اکٹھی روتی اور گریہ کرتی تھیں اور اس طرح مدینے کی عورتوں پر ان پّر کئے جانے والے ظلم نشر ہو رہے تھے۔ تو جو ظالم اپنی مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کے سامنے نماز کی پابندی اور جمعہ کے خطبے کی پابندی کرتے تھے اور اپنے دین کی پابندی کا مظاہرہ کرتے تھے ان کو ڈر تھا کہ جو عورتیں جناب زہراء سلام اللہ علیہا کے پاس جاتی ہیں وہ مدینہ میں اپنے رشتہ داروں، شوہروں، والدین اور بھائیوں کو۔۔حکومت کے خلاف انقلاب پر نہ اکسائیں اس لئے وہ کہتے تھے کہ جناب زہراء سلام اللہ علیہا نہ روئیں یعنی عورتیں وہاں نہ جائیں۔ واللہ العالم

سوال:اگر چین کی بینک میں پیسے جمع کئے جائیں اور ان پیسوں پر بینک منافع دے تو کیا یہ منافع کھانا جائز ہے ؟

جواب:بسمہ سبحانہ!اگر بینک چینی حکومت کا ہے یا پرائیوٹ ہے اور اس کا مالک کافر ہے تو اس سے سود لیا جا سکتا ہے اور جو سود لیا جائے گا اس کا خمس سالانہ خمس کی تاریخ سے علیٰحدہ ہو گا اور اس کا فوراً خمس دینا ہو گا۔ واللہ العالم

سوال:داڑھی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب:بسمہ سبحانہ!آپ کی داڑھی اتنی لمبی ہونی چاہیے کہ داڑھی کے بالوں کو کنگھی سے سنوار سکیں۔ واللہ العالم

سوال:نماز عشاء باجماعت کی پہلی صف میں کھڑا ہوا مقتدی کے بیچ میں قصر نماز پڑھے تو اس کے دائیں بائیں طرف نمازی کا کیا حکم ہے؟ وہ سب دوبارہ پڑھیں کیا؟

جواب:بسمہ سبحانہ!جب قصر پڑھنے والا سلام کہے گا تو جو اس کے واسطے سے امام جماعت سے متصل تھا اس کی جماعت ختم ہو جائے گی اور وہ اپنی نماز کو فرادا کی نیت سے پورا کرے گا لیکن جماعت کے احترام کی خاطر امام جماعت اور اس کے مقتدیوں کے ساتھ ہی رکوع و سجود بجا لائے تاکہ جماعت کی شکل خراب نہ ہو۔ واللہ العالم

پاکستانی اور انڈیا کے وفود کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

کارگل گجرات لکھنؤ بلتستان سکردو کراچی لاہور ملتان اور خیر پور میرس سے آئے ہوئے وفود نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی۔

اس ملاقات کا مقصد مرجع عالی قدر دام ظلہ کی نصیحتوں سے مستفید ہونا تھا۔

اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ اے زائرین کرام آپ جب مولی حسین علیہ السلام کی زیارت کریں تو ان کو مولی علی اصغر علیہ السلام کا واسطہ دیں کہ مولی حسین علیہ السلام آپ کو مولی علی اصغر علیہ السلام کا واسطہ آپ میرے گزشتہ گناہ خدا سے شفاعت کر کے معاف کروا دیں میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔

مزید برآں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ آپ مولی علی علیہ السلام کو بھی مولی علی اصغر علیہ السلام کا واسطہ دیں اور ان سے بھی اپنے گناہوں کی مغفرت کے سلسلے میں شفاعت طلب کریں۔

آخر پر مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا اگر ہم ان پاکیزہ ہستیوں کے دربار میں نہ بدلے تو پھر کہاں بدلیں گے۔

دوسری جانب آئے ہوئے وفود نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا قیمتی وقت دینے پر تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

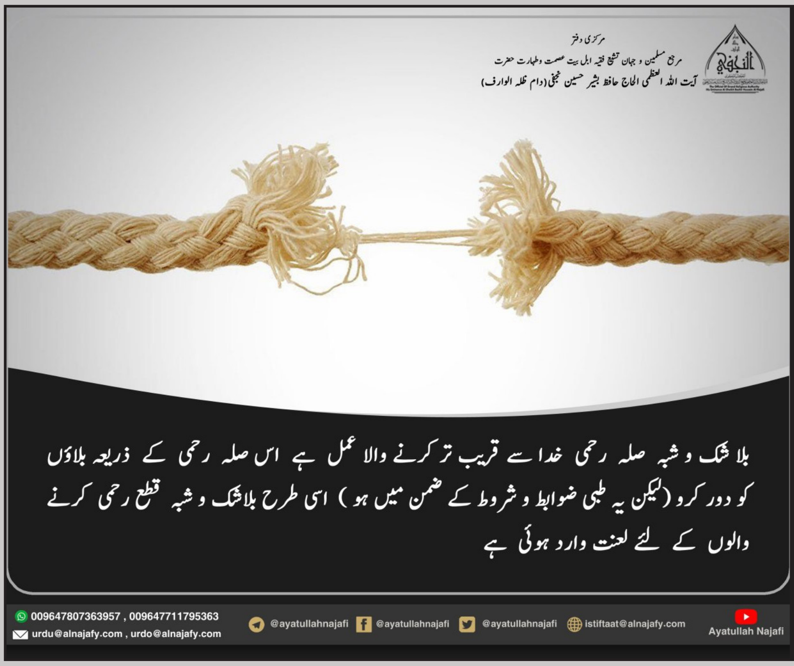

حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ کی خدمت میں عالمی صحت کی تنظیم W, H, O (ڈبلیو، ایچ، او) کا وفد

مرجع مسلمین و جہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کے فرزند اور مرکزی دفتر کے مدیر حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے مرکزی دفتر نجف اشرف میں عالمی صحت کی تنظیم (ڈبلیو، ایچ، او) W,H,O کے عراق میں نمائندے ڈاکٹرادہم اسماعیل عبد المنعم اور نجف اشرف میں صحت کے شعبے کے مدیر ڈاکٹر رضوان کندی اور انکے ہمراہ آئے ہوئے وفد کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ مرجعیت عالمی صحت کی تنظیم اور عراقی حکومت کی جانب سے کورونا جیسے مہلک وباء کی روک تھام کے لئے اٹھائے جارہے اقدام کی تائید کرتی ہے۔

وفد نے حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ کو پوری دنیا میں اس مہلک وباء سے بچاؤ کی تدابیر سے مطلع کرتے ہوئے بتایا کہ عالمی صحت کی تنظیم کو طبّی اقدامات کی پابندی کے لئے مرجعیت کی نصیحتوں کی ضرورت ہے تاکہ اس وباء کی روک تھام میں لوگوں کا مکمل تعاون مل سکے ساتھ ساتھ ہمیں مرجعیت کی بیداری اور حکمت پر تعجب ہے کہ مرجعیت نے لوگوں کو مکمل طور پر اس مہلک وباء سے ہوشیار رہنے اور اسکی تدابیر کی نصیحت فرمائی۔

اس ملاقات کے بعد ایک پریس کانفرنس بھی منعقد ہوئی جس میں عالمی صحت کے نمائندے نے مرجعیت کی جانب سے مل رہی لا محدود مدد اور تعاون پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مستقبل میں اس تعاون کے نتیجے میں اس وباء کی روک تھام میں مثبت خبر دینے کی یقین دہانی کرائی۔

مذکورہ پریس کانفرنس میں حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے اس حساس مرحلے میں احتیاط کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ پوری دنیا کو اس وباء کی روک تھام اور اس سے بچنے کے لئے مکمل احتیاط اور تدابیر (احتیاط علاج سے بہتر ہے) کے تحت لازمی قرار دینا چاہئے اور یہ مؤمنین پر شرعی طور پر بھی لازمی ہے کہ وہ احتیاط کو یقینی بنائیں۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ مرجعیت حالات پر نظر رکھے ہوئے ہے اور حالات کے اعتبار سے شرعی مواقف کا اعلان کرتی رہے گی لیکن اسکے ساتھ ساتھ طب کے شعبے سے منسلک لوگوں کو چاہئے کہ اعلیٰ قسم کی احتیاط اور پیشہ وارانہ تمام طریقوں کو بروئے کار لائیں۔

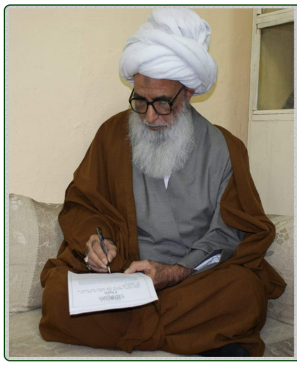

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

الحاج حافظ بشیر حسین نجفی

دام ظلہ الوارف

ڈاکٹرز اور طبی عملے کی خدمات

ہمارے ڈاکٹرز اور طبّی عملے کی جانب سے تمام مشکلات و صعوبتوں اور خطرات کے باوجود لوگوں کی جانوں کی حفاظت میں اخلاص کے ساتھ سرگرم عمل رہنا لائقِ احترام و ستائش ہے۔ ان پر واضح ہونا چاہیئے کہ ان کا یہ جہاد میدانِ جنگ کے مجاہدوں سے کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

پاکستان میں سالانہ ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر +923125197082

www.soutulnajaf.com m.urdu@alnajafy.com facebook.com/soutunnajaf

مرکزی ایڈریس امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر ۲، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان